ایک نئی دنیا کی دریافت

از مولانا محمد علی جوہر مرحوم ـــ ڈائری نویس مولانا عبدالماجد دریابادی

آسٹریلیا یا افریقہ کے کسی وحشی کو جس نے اپنے وحشت زار سے زائد کچھ بھی نہ دیکھا ہو ذرا ایک بیک پکڑ کر کسی جہاز پر تو سوار کرا دیجئے اور وہ جہاز رُکے آکر ساحل امریکہ پر جو آج دنیائے قدیم کے ہر متمدن سے متمدن خطہ سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اس وحشی کے لئے اس براعظم کا انکشاف کیا آج بھی ویسا ہی حیرت انگیز نہ ہوگا، جیسا کولمبس نے چار سو برس قبل کیا تھا۔؟ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس لئے کہ کولمبس کو تو خالی خولی ایک براعظم ہی ملا تھا۔ اور اس وحشی سیاح کو اس کے ساتھ ساتھ ایک پورا تمدن بھی ملے گا۔ اسکی مسرت اور اسکی حیرت کا کیا کہنا۔؟ بس یہی حال میرا بھی (قرآن پڑھ کر) مجھے بھی بیک وقت دوہری دوہری دولتیں نصیب ہوئیں۔ اللہ کو اور اللہ کے کلام کو تو سمجھا ہی۔ ساتھ ساتھ اپنی حقیقت بھی سمجھ میں آگئی۔ (ISLAM THE KINGDUM OF GOD ص۔ ۶۵)

لوگ کہتے ہیں کہ خود شناسی سے خدا شناسی تک پہنچو، یہاں الٹی خدا شناسی ہی خود شناسی کا بھی ذریعہ بن گئی۔ "من عرف نفسہ عرف ربہ" (جس نے اپنے کو پہچانا اپنے رب کو بھی پہچان لیا۔) مدت سے سنتے چلے آئے تھے۔ آج محمد علی کی زبان سے "من عرف ربہ عرف نفسہ" (جس نے اپنے رب کو پہچانا، اپنے آپ کو بھی پہچان لیا۔) بھی سن لیا۔

نومسلم کے جوش تبلیغ کا اندازہ اسی نومسلم کی زبان سے کیجئے۔

"میں اپنی اس نئی دنیا کی دریافت کو کیا اپنے ہی تک سب سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔؟ نہیں، کہاں ممکن تھا۔؟ دوسرے معاملات میں میں کیسا ہی خود غرض سہی، اس حقیقت کبریٰ کا، اس حقیقت الحقائق کا انکشاف جس گھڑی میرے روبرو ہوا، میرا سارا وجود اس سے پُر ہو گیا، میں اسے چھپانا چاہتا بھی تو میرے سینے کے اندر اس کا چھپا رہنا کیونکر ممکن تھا۔؟ میری روح کا تو ریشہ ریشہ اس انکشاف سے پھٹنے لگا، اور جی بے اختیار بیقرار ہو ہو کر یہ چاہتا تھا کہ چیخ چیخ کر اور پکار پکار کر سب کو اس کی دعوت دینی شروع کر دوں ـــ گھر کے بوڑھوں بچوں کو، نوکروں، چاکروں، کتے، بلی، جانوروں کو، بیجان درختوں اور جھاڑیوں کو، سب کو یہی پیغام، یہی بشارت (دیوانہ وار) پہنچانا شروع کر دوں۔" (ص ۹۶)